سفر سے متعلق حدیثِ جبیر رضی اللہ عنہ کی تخریج و تحقیق اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا تنقیدی جائزہ

The Authentication and Analysis of the Hadith of Jubayr bin Mut'im on Travel: A Critical Review of the Opinion of Shaykh Albani

Bashir Ahmad Waziristani (Corresponding Author)
M.Phil Scholar, Department of Islamic Thought,
History and Culture AIOU Islamabad
Email: bashir.ahmad522dawar@gmail.com
Muhammad Siddique
M.Phil Scholar, Department of Islamic Thought,
History and Culture AIOU Islamabad
Email: siddique8523@gmail.com

Abstract
Research is an ongoing process that never comes to a halt. In the world of research, evaluating every opinion, reflecting upon it, and critically examining it based on principled foundation is a hallmark of academic integrity. This very approach has refined the knowledge of researchers and strengthened the scholarly tradition.Shaykh Nasir al-Din Albani is regarded as one of the prominent researchers of the 19^{th} century, and his contributions have left a profound impact on the academic world.Regarding the narration of Jubayr bin Mut'im related to travel, Shaykh Albani classified it as "Munkar" in Silsilah al-Ahadith al-Da'ifah. However, since rulings on hadith are based on ijtihad, it is necessary to review and analyze them to upholdthe standard 0f research and rectify any possible errors. The study critically examines Shaykh Albani's opinion while also providing a detailed analysis of all the chains of the hadith and the criticism and authentication of its narrators. The objective is to clarify the actual status of the hadith and establish a balanced perspective.
Keywords: Hadith criticism, Shaykh Albani, Munkar hadith, Critical analysis

تعارف:

حمد و ثناء اس ذات کے لیے ہے جس نے علم و تحقیق کے دروازے کھولے، اور اہلِ علم کو حق کی جستجو کا شرف بخشا۔ اور رحمتِ کاملہ نازل ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی احادیثِ مبارکہ ہر دور میں اہلِ علم کے لیے ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنی ہیں۔

امابعد! علم حدیث میں تخریج و تحقیق محض کسی روایت کی تصحیح یا تضعیف تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک وسیع اور گہرے تجزیے پر مبنی عمل ہے، جس میں ہر حدیث کے تمام طرق، اس کے رواۃ نیز جرح و تعدیل کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر ایک متوازن اور مستند نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہی طرزِ تحقیق علمی دیانت کا تقاضا بھی ہے، اور روایتِ حدیث کے تحفظ کی بنیادی شرط بھی۔

سفر سے متعلق حضرت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت پر علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "منکر" کا حکم لگایا ہے، جو کہ ایک اجتہادی رائے ہے، اور اجتہادی آراء ہمیشہ علمی تجزیے اور نظرِ ثانی کی متقاضی ہوتی ہیں، تاکہ ممکنہ خطا کی اصلاح اور تحقیق کے معیار کو بلند کیا جاسکے۔

یہ تنقیدی جائزہ کسی شخصیت پر نقد نہیں بلکہ علمی روایت کو مضبوط کرنے اور حدیثی معیار کو مزید نکھارنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے۔ اس تحقیق میں روایت کے تمام طرق اور رواۃ پر جرح و تعدیل کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا ہے، تاکہ اس کی حقیقی حیثیت متعین ہو سکے، اور ایک متوازن و منصفانہ علمی موقف اختیار کیا جاسکے۔ اس طرح کا تنقیدی تجزیہ نہ صرف حدیثی ذخیرے کی صحت کے لیے ضروری ہے، بلکہ علمی ترقی اور تحقیق کے دروازے کو ہمیشہ کھلا رکھنے کی روایت کو بھی تقویت دیتا ہے۔

بحث کے اہداف:

اس تحریر میں سفر سے متعلق حضرت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے تمام طرق کو جمع کر کے ان کی تخریج پیش کرنا، اس کے تمام رواۃ کے متعلق ائمۂ جرح و تعدیل کے اقوال ذکر کرنا نیز اس کے متعلق علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا تنقیدی جائزہ لینا مقصود ہے، تاکہ اس حدیث کی اصل حیثیت واضح ہو سکے، اور ایک مضبوط علمی بنیاد پر اس کا درست مقام متعین کیا جاسکے۔

بحث کے سوالات:

۱۔ حضرت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسنادی حیثیت کیا ہے؟

اس حدیث کے تمام طرق کون کون سے ہیں؟

۲۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کی بنیاد کیا ہے؟ اور ان کا استدلال کس حد تک مضبوط ہے؟

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

اس موضوع کے حوالے سے ہمیں کوئی آرٹیکل نہیں ملا۔ مختلف دارالافتاؤں کے ویب سائٹ پر اس حدیث کے متعلق تحقیق اگرچہ موجود ہے لیکن اس حدیث کے تمام طرق کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے، نیز علامہ البانی

رحمہ اللہ کی رائے کا تجزیہ کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس حدیث کے تمام طرق کا احاطہ کیا جائے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ کی رائے کا بھی تفصیلی تجزیہ پیش کیا جائے، تاکہ اس حدیث کی حقیقی حیثیت واضح ہو سکے۔

بحثِ اول: حدیثِ جبیر رضی اللہ عنہ کی اسنادی حیثیت

مبحث عنہ حدیث کے دو (۲) طرق ہے، ذیل میں دونوں کی تخریج اور فنی حیثیت ذکر کی جاتی ہے:

پہلا طریق: «إسماعيل بن خالد الخزاعي عن محمد بن جبير عن جبير بن مطعم».

دوسرا طریق: «الحكم بن سعد عن محمد بن جبير عن جبير بن مطعم».

پہلے طریق «إسماعیل بن خالد عن محمد بن جبیر عن جبیر بن مطعم» کی تخریج:

اس طریق کو ابو یعلی موصلی رحمہ اللہ (ت: ۳۰۷ھ) نے اپنی «مسند» میں روایت کیا ہے۔

جبکہ ابن عساکر رحمہ اللہ (ت: ۵۷۱ھ) نے «تاريخ دمشق» میں تعلیقاً اور حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (ت: ۸۰۷ھ) نے «مجمع الزوائد» اور «المقصد العلي» میں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (ت: ۷۷۴ھ) نے «جامع المسانيد والسنن» میں، حافظ بوصیری رحمہ اللہ (ت: ۸۴۰ھ) نے «إتحاف الخيرة المهرة» میں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (ت: ۸۵۲ھ) نے «المطالب العالية» میں، حافظ سیوطی رحمہ اللہ (ت: ۹۱۱ھ) نے «الجامع الصغير» میں اور علاء الدین علی متقی رحمہ اللہ (ت: ۹۷۵ھ) نے «كنز العمّال» میں ابو یعلی رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کو ذکر کیا ہے۔

نیز حافظ سیوطی رحمہ اللہ (ت: ۹۱۱ھ) نے «الجامع الصغير» میں اور علاء الدین علی متقی رحمہ اللہ (ت: ۹۷۵ھ) نے «كنز العمّال» میں ضیاء مقدسی رحمہ اللہ کا حوالہ بھی دیا ہے، البتہ بندہ کو ضیاء مقدسی رحمہ اللہ کی مطبوعہ کتب میں نہیں مل سکی۔

چنانچہ «مسند أبي يعلى» کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

حدّثنا أبو هشام محمد بن سليمان بن الحكم القُدَيْدِيّ قال: حدّثني أبي، عن إسماعيل بن خالد الخزاعي أنّ محمد بن جبير بن مطعم، سمع جُبَيْر بْنَ مُطْعِمٍ وهو يقول: قال لي رسول الله ﷺ: «أتحبّ يا جبير إذا خرجت سفرًا أن تكون من أمثل أصحابك هيئة، وأكثرهم زادا؟». فقلت: نعم، بأبي أنت وأمي، قال: «فاقرأ هذه السور الخمس: ٱ لخ لم لى لي ، و[illegible]، و ٱ لخ لم لى لي [illegible] و[illegible] يم، و[illegible] تن تى، وافتح كل سورة ببسم الله الرحمن الرحيم، واختم قراءتك ببسم الله الرحمن الرحيم».

قال جبير: وكنت غنيًا كثير المال، فكنت أخرج مع من شاء الله أن أخرج معهم في سفر، فأكون أَبَذَّهُمْ هَيْئَةً، وأَقَلَّهُمْ زَادًا، فما زلت منذ عَلَّمَنِيهِنَّ رسولُ الله ﷺ وقَرَأْتُ بِهِنَّ أكون من أَحْسَنِهِمْ هَيْئَةً، وأَكْثَرِهِمْ زادا، حتى أرجع من سفري ذلك[1].

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے جبیر! کیا تم چاہتے ہو کہ جب تم سفر میں نکلو، تو اپنے ساتھیوں کے درمیان صورت وہیئت میں بہتر ہو، اور توشۂ سفر میں بڑھ کر رہو۔ تو میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! میرے باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ پانچ سورتیں (سورۃ الکافرون، سورۃ النصر، سورۃ اخلاص اور معوذتین) پڑھ لیا کرو، اور ہر سورت کو بسم اللہ سے شروع کیا کرو، اور بسم اللہ پر ختم کیا کرو۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں کافی مالدار اور دولتمند تھا، اور جس کے ساتھ اللہ تعالی چاہتا سفر میں نکل جاتا، مگر جب سفر میں جاتا تو سب سے زیادہ بدحال اور توشۂ سفر میں کمتر ہو جایا کرتا تھا، جب سے مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ سورتیں بتلائیں، اور میں نے ان کو پڑھنا شروع کیا، تو میں پورے سفر میں واپسی تک اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ خوش حال اور توشۂ سفر میں فارغ البال رہنے لگا۔

مذکورہ بالا روایت کی فنی حیثیت:

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۸۰۷ھ) فرماتے ہیں: «رواه أبو يعلى، وفيه من لم أعرفهم»[2].

حافظ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (ت:۸۴۰ھ) نے اس حدیث پر کوئی حکم نہیں لگایا[3]۔

مذکورہ بالا کلام سے اس طریق کی فنی حیثیت مکمل طور پر واضح نہ ہو سکی، لہذا اس طریق کے تمام رواۃ کا مختصر تعارف اور ان کے متعلق ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ محمد بن سلیمان بن الحکم کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمۂ رجال کا کلام:

یہ ابو ہشام محمد بن سلیمان بن الحکم بن ایوب خزاعی کعبی ہیں، یہ اپنے والد سلیمان بن الحکم بن ایوب خزاعی کعبی اور اپنے چچا ایوب بن الحکم سے روایت کرتے ہیں، ان کے تلامذہ میں ابو یعلی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۳۰۷ھ) اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں[4]۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۲۷ھ) نے «الجرح والتعديل» میں جرح وتعدیل کے بغیر ان کا ترجمہ قائم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

«صاحب حديث أمّ معبد، روى هذا الحديث عن عمّه أيّوب بن الحكم، وعن أبيه سليمان بن الحكم، كتبت عنه سنة خمس وخمسين ومائتين»[5].

ترجمہ: "یہ حدیثِ ام معبد کے راوی ہے۔ اور اس حدیث کو انہوں نے اپنے چچا "ایوب بن الحکم" سے اور اپنے والد "سلیمان بن الحکم" سے روایت کیا ہے، میں نے ۲۵۵ ہجری میں ان سے کتابتِ حدیث کی ہے"۔

نیز دوسری جگہ فرماتے ہیں:

«وحدّثنا ابنه محمد بن سليمان بن الحكم، قال حدّثني عمّي أيوب بن الحكم عن حزام بن هشام بمثله»[6].

ترجمہ: "اور ہم سے ان کے بیٹے محمد بن سلیمان بن الحکم نے حدیث بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے میرے چچا "ایوب بن الحکم" نے حزام بن ہشام سے اس طرح کی حدیث بیان کی ہے"۔

واضح رہے کہ یہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کے شیخ ہیں، اور ان کے متعلق جرح ذکر نہ کرنا یہ دلالت کرتا ہے کہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کو ان کے متعلق کوئی قابلِ جرح بات نظر نہ آئی، اور نہ ہی کسی اور سے ان کے متعلق جرح سنی، اور تلمیذ اپنے شیخ سے دیگر لوگوں کی بنسبت زیادہ واقف ہوتا ہے، لہذا یہ غیر مجروح ہیں۔

امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے سلیمان بن الحکم (راوی کے والد) سے حضرت ام معبد کی مشہور حدیث (صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) روایت کی ہے۔ اسی روایت کو ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے محمد بن سلیمان بن الحکم سے سنا ہے[7]۔

اس طریق کی تخریج ابن عبد البر رحمہ اللہ نے «الاستيعاب» میں کی ہے[8]، اور دیگر اصحابِ سیرت نے بھی اس کو ذکر کیا ہے[9]، اور کسی نے اسے معلول قرار نہیں دیا۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کے کلام سے اتنا ضرور واضح ہوتا ہے کہ یہ مجروح نہیں ہیں، اور یہ کہ یہ قابلِ اعتبار واستشہاد راوی ہے۔

حاصلِ کلام:

مذکورہ بالا کلام کا حاصل یہ ہے کہ محمد بن سلیمان بن الحکم کے بارے میں جرح یا تعدیل کا کوئی کلام نہ مل سکا، البتہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کا جرح کے بغیر ذکر کرنا ضمنی توثیق شمار ہو سکتا ہے، یا یہ کم از کم غیر مجروح راوی ہیں، اس لیے مقبول الروایہ ہیں۔ واللہ اعلم

۲۔ سلیمان بن الحکم کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام:

یہ سلیمان بن الحکم بن ایوب خزاعی کعبی ہیں، یہ اپنے بھائی ایوب بن الحکم اور اسماعیل بن داود المخراقی سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے ان کے بیٹے محمد بن سلیمان بن الحکم بن ایوب خزاعی کعبی کے علاوہ علی بن الحسین بن الجنید بھی روایت کرتے ہیں[10]۔

نیز ان سے ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا سماع بھی ثابت ہے[11]۔

نیز امام بغوی رحمہ اللہ (متوفی: ۳۱۷ھ) نے «معجم الصحابة» میں ان کی روایت ذکر کی ہے[12]۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (متوفی: ۳۲۷ھ) نے «الجرح والتعديل» میں ان کا تذکرہ بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے[13]۔

امام حاکم رحمہ اللہ (ت: ۴۰۵ھ) نے «المستدرك» میں ان کی ایک روایت ذکر کرکے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے، کوئی نقد نہیں فرمایا[14]۔

واضح رہے کہ ان کے متعلق اقوالِ جرح نہ ملنا، اور بڑے بڑے ائمہ جرح وتعدیل مثلاً امام ابو حاتم، امام بغوی، اور امام حاکم رحمہم اللہ کا ان سے روایت لینا، نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا «التلخيص» میں اس پر سکوت اختیار کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کم از کم یہ غیر مجروح راوی ہے۔

ان سے روایت کرنے والے دو راوی ہیں جس کی وجہ سے انھیں مجہول الحال کہا جاسکتا ہے، لیکن یہ دو (۲) رواۃ امام اور بڑے محدثین میں سے ہیں، ایک امام "ابو حاتم" اور دوسرے "علی بن الحسین بن الجنید" جو حافظِ حدیثِ زہری ومالک اور بہت بڑے محدث ہیں۔

لہٰذا ان کا معاملہ عام مجہول الحال رواۃ کی طرح نہیں رہا، بلکہ مضبوط ہوگیا ہے، جیسا کہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ «الجرح والتعديل» میں فرماتے ہیں:

سألت أبي عن رواية الثقات عن رجل غير ثقة مما يقويه؟ قال: إذا كان معروفا بالضعف لم تقوه روايته عنه، وإذا كان مجهولا نفعه رواية الثقة عنه.

سألت أبا زرعة عن رواية الثقات عن رجل مما يقوي حديثه؟ قال: إي لعمري، قلت: الكلبي روى عنه الثوري، قال: إنما ذلك إذا لم يتكلم فيه العلماء، وكان الكلبي يتكلم فيه[15].

ترجمہ: "میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا ثقہ راویوں کا کسی غیر ثقہ راوی سے روایت کرنا اس کی روایت کو تقویت دیتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: اگر وہ راوی ضعف میں معروف ہو تو اس کی روایت کو یہ چیز تقویت نہیں دیتی، اور اگر وہ مجہول ہو تو ثقہ راوی کا اس سے روایت کرنا اس کے لیے نفع بخش ہوتا ہے۔

اسی طرح میں نے ابو زرعہ سے پوچھا کہ کیا ثقہ راویوں کا کسی شخص سے روایت کرنا اس کی حدیث کو تقویت دیتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: جی ہاں، میرے رب کی قسم۔ میں نے کہا: کلبی سے سفیان ثوری نے روایت کی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ تب ہوتا ہے جب علماء نے اس پر جرح نہ کی ہو، اور کلبی کے بارے میں علماء نے کلام کیا ہے"۔

حاصلِ کلام:

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان بن الحکم مقبول الروایہ راوی ہیں۔

۳۔ اسماعیل بن خالد الخزاعی کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام:

یہ اسماعیل بن خالد الخزاعی ہیں، اور یہ مجہول راوی ہیں، تلاش کے باوجود ان کا تعارف نہ مل سکا۔

البتہ یہ محمد بن جبیر تابعی سے روایت کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیر القرون کے مجہول راوی ہیں، اور خیر القرون کے مجاہیل کی مرویات مقبول ہوتی ہیں۔ جیسا کہ «قواعد في علوم الحديث» میں علامہ ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

«والمجهول أي مجهول العين عندنا هو من لم يعرف إلا بحديث أو حديثين، وجهلت عدالته، سواء انفرد بالرواية عنه واحد أم روى عنه اثنان فصاعداً، فحكمه أن هذا المجهول إن كان صحابيا فلا يضرّ جهالته كما مرّ، وإن كان غيره: فإما أن يظهر حديثه في القرن الثاني أو لا، فإن لم يظهر جاز العمل به في الثالث لا بعده، وإن ظهر فإن شهد له السلف بصحة الحديث أو سكتوا عن الطعن فيه قبل، أو ردّوه ردّ، أو قبله البعض وردّ البعض مع نقل الثقات عنه، فإن وافق حديثه قياساً مّا قبل وإلا ردّ. كذا في «قفو الأثر» مع تغيير يسير في التعبير».[16]

ترجمہ: ”ہمارے نزدیک مجہول العین وہ شخص ہے جس کی پہچان صرف ایک یا دو حدیثوں سے ہو، اور اس کی عدالت معلوم نہ ہو، چاہے اس سے روایت کرنے والا ایک ہی شخص ہو یا دو یا اس سے زیادہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ صحابی ہو تو ان کی جہالت مضر نہیں، جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اور صحابی نہ ہونے کی صورت میں اگر اس کی حدیث دوسری صدی ہجری میں ظاہر نہ ہو تو اس کی روایت پر تیسری صدی میں عمل جائز ہے، لیکن اس کے بعد نہیں۔ ورنہ دیکھا جائے گا اگر سلف نے اس حدیث کی گواہی دی ہو یا اس پر کسی نے طعن نہ کیا ہو، تو وہ حدیث قبول کی جائے گی۔ اور اگر سلف نے اسے رد کیا ہو، تو وہ حدیث بھی رد کی جائے گی۔ اور اگر کچھ سلف نے اسے قبول کیا ہو اور کچھ نے رد کیا ہو، اور ثقہ راویوں نے بھی اس سے روایت کی ہو تو اگر اس کی حدیث کسی بھی شرعی قیاس کے موافق ہو تو اسے قبول کیا جائے گا، ورنہ اسے رد کیا جائے گا۔ یہی تفصیل ”قفو الاثر“ میں معمولی تبدیلی کے ساتھ مذکور ہے“۔

حاصلِ کلام:

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل بن خالد الخزاعی خیر القرون کے مجہول الحال راوی ہیں۔ اور خیر القرون کے مجاہیل کی مرویات مقبول ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

۴۔ محمد بن جبیر کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام:

یہ ابو سعید محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی القرشی النوفلی مدنی تابعی ہیں[17]۔ اصحاب کتب ستہ نے ان سے روایتیں لی ہیں[18]۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۲۳۰ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:

«أخبرنا محمد بن عمر...قال: وكان محمد ثقة قليل الحديث»[19].

امام عجلی ؒ (ت: ۲۶۱ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں: «مدني، تابعي ثقة»[20].

حافظ ابن حجرؒ (ت: ۸۵۲ھ) «تقريب التهذيب» میں ان کے متعلق فرماتےہیں:

«ثقة عارف بالنسب، من الثالثة، مات على رأس المائة»[21].

حدیثِ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے پہلے طریق کا خلاصہ:

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق "اسماعیل بن خالد الخزاعی" کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے، چونکہ یہ خیر القرون کے زمانے کے راوی ہیں، اور خیر القرون کے مجاہیل کی مرویات مقبول ہوتی ہے، لہذا یہ حدیث اس طریق سے معتبر اور مقبول درجہ کی ہے۔

دوسرے طریق «الحكم بن سعد عن محمد بن جبير عن جبير بن مطعم» کی تخریج:

اس طریق کو ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۳۶۹ھ) نے «ثواب الأعمال» میں (جیسا کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے «جمع الجوامع» میں ان کی طرف نسبت کی ہے) امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۴۲۷ھ) نے «الكشف والبيان» میں اور مستغفری رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۴۳۲ھ) نے ابو القاسم بغوی کے طریق سے «فضائل القرآن» میں، ابو شجاع دیلمی رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۵۰۹ھ) نے «الفردوس» میں اور ان کے بیٹے ابو منصور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۵۵۸ھ) نے «مسند الفردوس» میں ابو الشیخ کے طریق سے (جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۸۵۲ھ) نے «الغرائب الملتقطة: زهر الفردوس» میں ذکر کیا ہے) روایت کیا ہے۔

چنانچہ «فضائل القرآن» کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

أخبرنا أبو علي الحسن بن أحمد بن محمد بن عيسى أخبرنا أبو القاسم البغوي حدثنا سليمان بن الحكم العلاف بقديد، حدثنا إسماعيل بن زياد بن مخراق عن سليمان بن بلال عن

الحكم بن سعد أن محمد بن جبير بن مطعم حدثه، أن أباه جبير بن مطعم حدثه، أن رسول الله ﷺ قال: «يا جبير، أتحب إذا خرجت سفرا، تكون من أمثل أصحابك وأكثرهم زادا؟» قال: قلت: نعم بأبي أنت وأمي يا رسول الله، قال: «تقرأ هذه السور الخمس: ٱ خ لم لى لي ، وٱ [illegible]، وٱ خ لم لى لي [illegible]، وٱ [illegible]، وٱ تر [illegible]، وافتتح كل سورة ببسم الله الرحمن الرحيم، وتختم قراءتك ببسم الله الرحمن الرحيم».

قال جبير: وكنت عبدًا كثير المال، فأخرج مع من شاء الله أن أخرج في السفر، فأكون أَبَذَّهُمْ هَيْئَةً، وأَقَلَّهُمْ زَادًا، فما زلت منذ علّمني رسولُ الله ﷺ، فقرَأْتُهُنَّ أكون من أَحْسَنِ أصحابي هَيْئَةً، وأَكْثَرِهِمْ زادا، حتى أرجع من سفري ذلك[22].

نوٹ: مسند الفردوس کی سند میں سلیمان بن بلال اور حکم بن سعد کے درمیان ابن ابی حسین (عبد اللہ بن عبد الرحمن بن حسین المکی) کا اضافہ ہے، جبکہ تفسیر الثعلبی (ط: دار التفسیر) میں اس جگہ ابو حسن مذکور ہے اور (ط: دار احیاء التراث) میں ابی جبیر مذکور ہے بظاہر یہ ابن ابی حسین سے محرف ہے واللہ اعلم۔

مذکورہ بالا طریق کی فنی حیثیت:

مذکورہ بالا طریق کے متعلق ائمہ کرام کا کلام نہ مل سکا، لہذا اس طریق کے رواۃ پر ائمہ کرام کا کلام نقل کیا جاتا ہے، تاکہ اس کی فنی حیثیت واضح ہو سکے۔

۱۔ الحکم بن سعد کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام:

یہ ابو عبد اللہ الحکم بن عبد اللہ بن سعد بن عبد اللہ الایلی ہے[23]۔

عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۱۸۱ھ) سے ان کے بارے میں کئی اقوال منقول ہیں:

١. «ترك حديث الحكم»[24].

٢. «كان يوهنه»[25].

٣. «تركه ووهنه»[26].

٤. «كان شديد الحمل عليه»[27].

یحیی بن حسان التنیسی رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۲۰۸ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«لا تكتب حديث الحكم بن عبد الله بن سعد الأيلي؛ فإنه متروك الحديث»[28].

یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۲۳۳ھ) سے بھی ان کے بارے میں کئی اقوال منقول ہیں:

١. «ضعيف»[29].

٢. «ليس بثقة، ولا مأمون»[30].

٣. « ليس بشيء لا يكتب حديثه»[31].

علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۳۴ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں: «ليس بشيء»[32].

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۴۱ھ) سے بھی ان کے بارے میں کئی اقوال منقول ہیں:

۱. «أحاديثه كلها موضوعة»[33].

۲. «نهى أحمد عن حديثه»[34].

۳. «ألقِ حديث الحكم الأيلي، وإسحاق بن أبي فروة في الدجلة»[35].

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۵۶ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«تركوه، كان ابن المبارك يوهنه، ونهى أحمد عن حديثه»[36].

امام جوزجانی سعدی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۵۹ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں: «جاهل كذاب»[37].

«الکامل» میں جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے مذکورہ بالا قول کے ساتھ مزید یہ بھی ذکر کیا گیا ہے:

«وأمر الحكم أوضح من ذلك»[38].

امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۶۴ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«ضعيف لا يحدث عنه»[39].

نیز فرمایا: «هو الذي يحدث عنه يحيى بن حمزة بتلك الأحاديث المنكرات، وهو رجل متروك الحديث»[40].

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۷۷ھ) سے بھی ان کے بارے میں کئی اقوال منقول ہیں:

۱. «الحكم بن عبد الله الأيلي متروك الحديث لا يكتب حديثه، كان يكذب»[41].

۲. «كذّاب»[42].

۳. «كان ممن يفتعل الحديث»[43].

امام یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۷۷ھ) نے ان کو «باب من يرغب عن الرواية عنهم» میں ذکر کیا ہے[44]۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۷۹ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں: «منكر الحديث»[45].

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۰۳ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«الحكم بن عبد الله بن سعد الأيلي متروك الحديث»[46].

ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۱۱ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«لست أحتج به»[47].

امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۲۲ھ) فرماتے ہیں:

«لا يتابع عليه، والغالب على حديثِ الحكم الوهم»[48].

ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۴۷ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«سمع من أنس بن مالك، هو مولى الحارث بن الحكم بن أبي العاص، وهو منكر الحديث»[49].

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۶۵ھ) فرماتے ہیں:

«وبهذا الإسناد أيضا حدثناه هنبل، غير ما ذكرت أكثر من خمسة عشر حديثا، كلها مع ما ذكرتها موضوعة، وما هو منها معروف المتن فهو باطل بهذا الإسناد، وما أمليت للحكم عن القاسم بن محمد والزهري وغيرهم كلها غير ما ذكرته ههنا، فكلها مما لا يتابعه الثقات عليه، وضعفه بيّن على حديثه»[50].

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۸۵ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں: «متروك»[51].

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (ت:۴۰۵ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں: «ضعيف»[52].

امام ابو اسحاق الصریفینی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۵۸۱ھ) فرماتے ہیں:

«تكلم فيه غير واحد»[53].

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۷۴۸ھ) «میزان الاعتدال» میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«كان ابن المبارك شديد الحمل عليه، وقال أحمد: أحاديثه كلها موضوعة، وقال ابن معين: ليس بثقة، وقال السعدي وأبو حاتم: كذاب، وقال النسائي والدارقطني وجماعة: متروك»[54]. نیز «المغني» میں فرمایا: «متروك، متهم»[55].

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۸۰۷ھ) نے ایک روایت کے بعد فرمایا:

«وفيه الحكم بن عبد الله بن سعد الأيلي، وهو متروك»[56].

نیز ایک دوسری روایت کے بعد فرمایا: «وفيه الحكم بن عبد الله بن سعد الأيلي ضعيف جدا»[57].

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (ت:۸۵۲ھ) نے «لسان الميزان» میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے بعد ائمہ رجال کے مزید اقوالِ جرح ذکر کیے ہیں[58]۔

حاصلِ کلام:

ائمہ جرح و تعدیل کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ الحکم بن سعد متروک اور شدید ضعیف راوی ہے۔

۲۔ سلیمان بن بلال کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام:

یہ ابو محمد سلیمان بن بلال القرشی، التیمی، المدنی ہیں[59]۔

یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۳۳ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«ثقة، وكان على سوق المدينة»[60].

امام احمد بن حنبل (ت: ۲۴۱ھ)، حافظ ذہبی (ت: ۷۴۸ھ) اور حافظ ابن حجر (ت:۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہم نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے[61]۔

اسماعیل بن زیاد بن مخراق کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام:

اسماعیل بن زیاد بن مخراق کا تعارف تلاشِ بسیار کے باوجود مجھے نہ مل سکا، البتہ «الكشف والبيان» اور «مسند الفردوس» کی سند میں اس کی جگہ اسماعیل بن داود بن مخراق کا ذکر ملتا ہے جس کا ترجمہ کتب تراجم میں موجود ہے، بظاہر یہاں کاتب کا تسامح معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسماعیل بن داود کی جگہ اسماعیل بن زیاد لکھا ہے، ذیل میں اسماعیل بن داود کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کا کلام نقل کیا جاتا ہے۔

اسماعیل بن داود بن مخراق کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام:

یہ اسماعیل بن داود بن مخراق مدنی ہے[62]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۵۶ھ) نے اس راوی کے متعلق فرمایا: «منكر الحديث»[63].

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۷۵ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:«لا يسوى شيئا»[64].

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۷۷ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں: «هو ضعيف الحديث جدا»[65].

نیز فرماتے ہیں:«منكر الحديث، مجهول»[66].

عقیلی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۲۲ھ) نے ان کو «كتاب الضعفاء» میں ذکر کر کے ان کے متعلق امام بخاری کی جرح ذکر کی اور اس راوی کی ایک روایت کے بعد فرمایا:«ليس له أصل من حديث مالك»[67].

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۵۴ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:«يسرق الحديث ويسويه»[68].

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۶۵ھ) «الكامل» میں ان کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ت:۲۵۶ھ) کے مذکورہ بالا قول نقل کر کے مزید فرماتے ہیں:

«إسماعيل بن مخراق هذا لا يوجد له من الرواية إلا اليسير»[69].

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۸۵ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:«ليس بالقوي»[70].

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۵۹۷ھ) نے «الضعفاء والمتروكون» میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۲۵۶ھ)، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا کلام نقل کیا ہے[71]۔

خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۴۴۶ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:

«يتفرد عن مالك بأحاديث ، روى عنه الكبار ولا يرضى حفظه»[72].

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۷۴۸ھ) نے ان کو «ديوان الضعفاء» اور «المغني في الضعفاء» میں ذکر کر کے ان کے متعلق ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (ت:۳۵۴ھ) کا مذکورہ بالا قول نقل کیا ہے[73]۔

نیز «ميزان الاعتدال» میں ان کے متعلق ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا کلام کے علاوہ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی جرح بھی ذکر کی ہے[74]۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (ت:۸۵۲ھ) نے «لسان الميزان» میں امام ذہبی کے کلام کے بعد ان کے متعلق امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، خلیلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا کلام نقل کیا ہے[75]۔

خلاصہ کلام:

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل بن داود بن مخراق منکر الحدیث اور شدید ضعیف راوی ہے۔

سلیمان بن الحکم کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام:

ان پر کلام سابق میں ہو چکا ہے۔

ابو القاسم البغوی کا مختصر تعارف اور ان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام:

یہ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بن المرزبان بن سابور البغوی ہیں، ان کی وفات ۳۱۷ھ کو ہوئی ہے۔

امام مسلم اور امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہما نے ان سے روایت لی ہے[76]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۷۴۸ھ) «ميزان الاعتدال» میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«وقد وثّقه الدارقطني والخطيب وغيرهما»[77].

نیز فرماتے ہیں:

«الحافظ الإمام الحجة المعمر، مسند العصر»[78].

ابو علی الحسن بن احمد بن محمد بن عیسی:

ابو علی الحسن بن احمد بن محمد بن عیسی کا تعارف تلاشِ بسیار کے باوجود نہ مل سکا۔

دوسرے طریق کا خلاصہ:

اس طریق میں الحکم بن سعد اور اسماعیل بن مخراق شدید ضعیف ہیں، نیز اس طریق میں سلیمان بن الحکم اور ابو الحسن بن احمد بن محمد بن عیسی مجہول راوی بھی ہیں، لہذا یہ طریق شدید ضعیف ہے۔

پوری بحث کا خلاصہ:

سوال میں ذکر کردہ حضرت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث دو طرق سے مروی ہیں:

پہلا طریق: «إسماعيل بن خالد عن محمد بن جبير عن جبير بن مطعم» مقبول درجہ کا ہے۔

دوسرا طریق: «الحكم بن سعد عن محمد بن جبير عن جبير بن مطعم» الحکم بن سعد اور اسماعیل بن مخراق کی وجہ سے شدید ضعیف ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ حدیثِ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ پہلے طریق کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قدرے ضعیف سند سے ثابت ہے، پھر یہ حدیث احکام کے بجائے فضائل اور ترغیب کی قبیل میں سے ہے، جس میں توسع پایا جاتا ہے، لہٰذا اس پر عمل کرنا جائز ہے۔۔۔واللہ اعلم بالصواب

بحثِ ثانی: علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا تنقیدی جائزہ:

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے «سلسلة الأحاديث الضعيفة» میں اس حدیث پر "منکر" کا حکم لگایا ہے۔ اور مسندِ ابی یعلی کے حوالے سے اس حدیث کو سند کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

«قلت: وهذا إسناد ضعيف؛(إسماعيل بن خالد الخزاعي): لم أجد له ترجمة في شيء من كتب الرجال التي عندي. وأما شيخ أبي يعلى (محمد بن سليمان بن الحكم القديدي): فقال ابن أبي حاتم في «الجرح والتعديل» (١٤٧٢/٢٦٩/٢/٣):

«صاحب حديث أم معبد، روى هذا الحديث عن عمه أيوب بن الحكم عن أخيه سفيان بن الحكم، كتبت عنه سنة خمس وخمسين ومئتين».

قلت: في هذه الترجمة شيء، وبخاصة في قوله: «عمه»؛ فإنه يخالف قوله في ترجمة والد الشيخ (سليمان بن الحكم بن أيوب أبو أيوب الخزاعي العلاف)؛ فقد قال فيها (٤٨٠/١٠٧/١/٢):

«صاحب حديث أم معبد، روى عن أخيه أيوب بن الحكم عن حزام بن هشام، سمع منه أبي بـ «قديد»، وروى عن إسماعيل بن داود المخراق، روى عنه علي بن الحسين بن الجنيد».

وهذا يوافق ما في «المستدرك» (٩/٣)؛ فإنه ساقه من طريق آخر عن سليمان بن الحكم بن أيوب بن سليمان بن ثابت بن بشار الخزاعي: ثنا أخي أيوب بن الحكم وسالم بن محمد الخزاعي جميعا عن حزام بن هشام...».

لكن ساقه البيهقي في «دلائل النبوة» (٢٧٧/١) من وجه آخر عن محمد بن سليمان قال: حدثنا عمي أيوب بن الحكم عن حزام بن هشام..».

فهذا يوافق ما تقدم في ترجمة (محمد بن سليمان...) عند ابن أبي حاتم.

فهذا اضطراب شديد لم أهتد إلى صوابه. والله الهادي.

وبالجملة؛ فهو وابنه سليمان لم أعرف حالهما، وما تقدم من ترجمتهما لا يروي ولا يشفي، والظاهر أن الهيثمي لم يقف عليهما؛ فقد قال في «المجمع» (١٠/١٣٤): «رواه أبو يعلى، وفيه من لم أعرفهم»[79].

ترجمہ: میں کہتا ہوں: کہ یہ سند ضعیف ہے، کیونکہ میں نے اسماعیل بن خالد الخزاعی کا ترجمہ اپنی دستیاب رجال کی کتب میں نہیں پایا۔ اور جہاں تک ابویعلی کے شیخ یعنی محمد بن سلیمان بن الحکم القدیدی کا تعلق ہے، تو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الجرح والتعدیل" میں (ان کے متعلق) کہا ہے: "یہ ام معبد کی حدیث کے راوی ہیں۔ انہوں نے یہ حدیث اپنے چچا ایوب بن الحکم سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے اپنی بھائی سفیان بن الحکم روایت کی ہے۔ میں نے ان سے سن ۲۵۵ ہجری میں حدیث کی کتابت کی ہے"۔

میں (علامہ البانی) کہتا ہوں: اس ترجمہ میں کچھ اشکال ہے، خاص طور پر چچا کہنے میں، کیونکہ یہ اس بات کے خلاف معلوم ہوتی ہے جو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کے والد یعنی سلیمان بن الحکم بن ایوب الخزاعی کی ترجمہ میں کہی ہے۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: "یہ ام معبد کے حدیث کے راوی ہیں۔ انہوں نے اپنے بھائی ایوب بن الحکم سے، اور انہوں نے حزام بن ہشام سے روایت کی ہے۔ میرے والد نے ان سے قدید نامی مقام میں سماع کیا تھا۔ اور اسماعیل بن داؤد المخراق سے بھی روایت کی ہے، جبکہ ان سے علی بن حسین بن الجنید نے روایت کیا ہے"۔

یہ وہی بات ہے جو "المستدرک" میں مذکور ہے، جہاں یہ روایت ایک اور سند سے اس طرح بیان کی گئی ہے کہ سلیمان بن الحکم بن ایوب بن سلیمان بن ثابت بن بشار الخزاعی نے کہا: مجھے میرے بھائی ایوب بن الحکم اور سالم بن محمد الخزاعی، دونوں نے حزام بن ہشام سے حدیث بیان کی۔

لیکن بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوۃ" میں اسے ایک اور سند سے نقل کیا ہے کہ محمد بن سلیمان نے کہا: مجھے میرے چچا ایوب بن الحکم نے حزام بن ہشام سے حدیث بیان کی۔ یہ روایت وہی ثابت کرتی ہے جو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سلیمان کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔

یہ ایک شدید اضطراب ہے، جس کی تطبیقی صورت کو نہ سمجھ پاسکا۔

مختصر یہ کہ محمد بن سلیمان اور ان کے بیٹے سلیمان کے حالات مجھ پر واضح نہیں ہوئے، اور ان کے متعلق جو ترجمہ پہلے گزر چکا ہے، وہ کسی قطعی نتیجے تک پہنچانے کے لیے کافی نہیں۔ غالباً حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان تک نہ پہنچ سکے، انہوں نے "مجمع الزوائد" میں کہا ہے: "اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے، اور اس سند میں ایسے راوی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا"۔

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ:

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ مسندِ ابی یعلی میں مروی حدیثِ جبیر کی سندی ضعف کی وضاحت کر رہے ہیں۔ چنانچہ اسماعیل بن خالد الخزاعی کے متعلق کہا: کہ میں نے ان کا ترجمہ اپنی دستیاب کتبِ رجال میں نہیں پایا۔ اور "محمد بن سلیمان بن الحکم " اور ان کے والد صاحب "سلیمان بن الحکم "کے متعلق فرمایا: کہ ان دونوں کا تذکرہ اگرچہ "الجرح والتعدیل "میں پایا جاتا ہے، مگر اس میں شدید اضطراب ہے، جس کی وجہ سے ان دونوں کی جہالت ختم نہ ہو سکی۔ اور اس اضطراب کی وضاحت یوں کی ہے کہ "الجرح والتعدیل "میں محمد بن سلیمان کے ترجمہ میں ذکر ہے کہ وہ حدیثِ ام معبد کے راوی ہے، اور انہوں نے اس کو اپنے چچا "ایوب بن الحکم " سے روایت کی ہے۔ اور "ایوب بن الحکم " نے اسے اپنے بھائی "سفیان بن الحکم " سے روایت کیا ہے۔ جبکہ "سلیمان بن الحکم " کے ترجمہ میں کہا گیا ہے کہ یہ صاحبِ حدیثِ ام معبد ہے، اور انہوں نے یہ اپنے بھائی "ایوب بن الحکم " سے روایت کی ہے۔ اور "ایوب بن الحکم " نے "حزام بن ہشام " سے روایت کیا ہے۔ یہاں مدارِ سند "ایوب بن الحکم " ہے، پہلی سند کے مطابق "ایوب بن الحکم " کے شیخ ان کے بھائی "سفیان بن الحکم " ہے، جبکہ دوسری سند کے مطابق ان کے شیخ "حزام بن ہشام " ہے، اسی طرح پہلی سند میں ان سے روایت کرنے والے "محمد بن سلیمان " ہے، جبکہ دوسری سند کے مطابق "سلیمان بن الحکم " ہے۔ دوسری طرف مستدرکِ حاکم کی روایت میں "سلیمان بن الحکم " اپنے بھائی "ایوب بن الحکم " اور "سالم بن محمد الخزاعی " سے اور وہ دونوں "حزام بن ہشام " سے حدیث بیان کرتے ہیں، جبکہ بیہقی کی روایت میں "محمد بن سلیمان " اپنے چچا "ایوب بن الحکم " سے اور وہ "حزام بن ہشام " سے روایت کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ "محمد بن سلیمان " نے ایک بار "ایوب بن الحکم " کے واسطے سے "سفیان بن الحکم " سے روایت کی، جبکہ دوسری بار "ایوب بن الحکم " کے واسطے سے "حزام بن ہشام " سے روایت کی۔ اسی طرح "سلیمان بن الحکم " نے ایک بار "ایوب بن الحکم " کے واسطے سے "حزام بن ہشام " سے روایت کی، جبکہ دوسری بار "ایوب بن الحکم " اور "سالم الخزاعی " دونوں کے واسطے سے "حزام بن ہشام " سے روایت کی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اصل سند کیا ہے، اور روایت کا صحیح تسلسل کیا تھا؟ چونکہ یہ اختلاف معمولی نہیں بلکہ روایت کی بنیاد کو متاثر کر رہا ہے، اسی لیے علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "اضطرابِ شدید " قرار دیا۔ لہٰذا مذکورہ بالا سند میں "اسماعیل بن خالد الخزاعی " کے علاوہ "محمد بن سلیمان بن الحکم " اور ان کے والد "سلیمان بن الحکم " میں بھی شدید جہالت پائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے سند ضعف کا شکار ہے۔ نیز علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بات کو تقویت دینے کے لیے حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو بھی

نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی مذکورہ بالا حدیث کو اپنی کتاب "مجمع الزوائد" میں ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس سند میں ایسے راوی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا تجزیہ:

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اضطرابِ شدید کا جو ذکر کیا ہے، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی طرف مراجعت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اضطراب ہی نہیں کیونکہ «الجرح والتعديل» میں عبارت یوں ہے:

«صاحب حديث أمّ معبد، روى هذا الحديث عن عمّه أيّوب بن الحكم، وعن أبيه سليمان بن الحكم، كتبت عنه سنة خمس وخمسين ومائتين»[80].

چنانچہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کو "محمد بن سلیمان بن الحکم" نے اپنے چچا "ایوب بن الحکم" کے علاوہ اپنے والد "سلیمان بن الحکم" سے بھی روایت کیا ہے، یعنی اس کے دو طریق ہیں:

١- محمد بن سليمان عن عمه أيوب بن الحكم عن حزام بن هشام

اسے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

٢- محمد بن سليمان عن أبيه سليمان بن الحكم عن أخيه أيوب بن الحكم

اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

اس بات کی مزید وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ «الجرح والتعديل» میں "ایوب بن الحکم" کے ترجمہ میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

«روى عن حزام بن هشام حديث أمّ معبد، روى عنه أخوه سليمان بن الحكم العلاف، وابنه محمد بن سليمان العلاف»[81].

ترجمہ: "انہوں نے حزام بن ہشام سے حدیثِ ام معبد کو روایت کیا ہے، اور ان سے ان کے بھائی سلیمان بن الحکم اور اس کا بیٹا محمد بن سلیمان العلاف نے روایت کی ہے"۔

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ "محمد بن سلیمان" اپنے والد "سلیمان بن الحکم" اور اپنے چچا "ایوب بن الحکم" دونوں سے روایت کرتے ہیں، اور یہ حدیثِ ام معبد اپنے والد "سلیمان بن الحکم" سے بھی سنی ہے، اور اپنے چچا "ایوب بن الحکم" سے بھی۔ لہذا ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں کوئی تعارض و مخالفت نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مدارِ سند "ایوب بن الحکم" کے صرف ایک شیخ "حزام بن ہشام" ہے، اور ان سے حدیثِ ام معبد "محمد بن سلیمان" نے براہِ راست بھی روایت کی ہے، اور اپنے والد "سلیمان بن الحکم" کے واسطے سے بھی۔ اسی طرح تمام سندوں میں تطبیق ہو جاتی ہے، اور کوئی اضطراب باقی نہیں رہتا۔

نتائجِ بحث:

زیرِ نظر تحقیق میں حضرت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی سندوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا، اور اس کے متعلق علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا بھی تجزیہ کیا گیا۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اگرچہ اس حدیث کی سند میں بعض ضعف کے پہلو موجود ہیں، لیکن یہ کسی ایسے شدید ضعف کا شکار نہیں جو اسے بالکل ناقابلِ قبول بنادے۔ محدثین کے اصول کے مطابق، خاص طور پر فضائلِ اعمال کے باب میں اس درجے کی احادیث پر عمل کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ اس بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگرچہ یہ حدیث اعلی درجہ کی نہیں، لیکن فضائلِ اعمال میں اس سے استدلال کرنا درست ہے، اور اسے مکمل طور پر منکر قرار دینا محلِ نظر ہے۔

حواشی

[1](1) **«المسند» لأبي يعلى الموصلي: أحمد بن علي بن المثنى**: ٤١٤/١٣، رقم الحديث: ٧٤١٩، مسند جبير بن مطعم، ت: حسين سليم أسد، ط: دار المأمون للتراث، الطبعة الأولى: ١٤٠٩هـ= ١٩٨٨م. «تاريخ مدينة دمشق» لابن عساكر: علي بن الحسن بن هبة الله: ٤٥/٧٢، جبير بن مطعم بن عدي، رقم الترجمة: ٩٧٧١، ت: عمر بن غرامة العمروي، ط: دار الفكر، سنة الطباعة: ١٤٢١هـ= ٢٠٠١م. **«مجمع الزوائد ومنبع الفوائد» للحافظ الهيثمي: علي بن أبي بكربن سليمان: ١٤٠/١٠**، باب ما تحصل به البركة في الزاد، رقم الحديث: ١٧١١٢، ت: محمد عبد القادر أحمد عطا، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٢٢هـ= ٢٠٠١م. **«المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي» للحافظ الهيثمي: علي بن أبي بكربن سليمان**: ٣٣٥/٢، الجزء الرابع، رقم الحديث: ١٦٦٤، كتاب الأذكار، باب في ما تحصل به البركة في الزاد، ت: سيد كسروي حسن، ط:دار الكتب العلمية، بيروت. **«جامع المسانيد والسنن» للحافظ ابن كثير: إسماعيل بن عمربن كثير**: ٦٤٣/١، رقم الحديث: ١٦٣٧، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، ط: مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الثالثة: ١٤٢٥هـ. **«إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة» للحافظ البوصيري: أحمد بن أبي بكربن إسماعيل: ١٥٠/٣**، رقم الترجمة: ٢٤١٥، باب ما تحصل به البركة في الزاد، ت: دار المشكاة للبحث العلمي، ط: دار الوطن للنشر. **«المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر**: ٤٤٩/١٥، رقم الحديث: ٣٧٨٤، باب فضل (قل يا أيها الكافرون) وما بعدها إلى آخر القرآن، ت: محمد بن ظافر بن عبد الله الشهري، ط: دار العاصمة، دار الغيث. **«ضعيف الجامع الصغيروزيادته» لمحمد ناصرالدين الألباني**: ١٥/١، رقم الحديث: ٣١، ط: المكتب الإسلامي. **«كنزالعمّال في سنن الأقوال والأفعال» لعلاء**

الدين علي المتقي بن حسام الدين: ٧١٢/٦، رقم الحديث: ١٧٥٢٦، ت: الشيخ بكري حيّاني، ط: مؤسسة الرسالة.

(2) «**مجمع الزوائد ومنبع الفوائد» للحافظ الهيثمي: علي بن أبي بكر بن سليمان:** ١٤٠/١٠، باب ما تحصل به البركة في الزاد، رقم الحديث: ١٧١١٢.

(3) «**إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة» للحافظ البوصيري: أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل:** ١٥٠/٣، رقم الترجمة: ٢٤١٥، باب ما تحصل به البركة في الزاد.

(4) «**الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ٢٦٩/٧، رقم الترجمة: ١٤٧٣، باب من يسمى محمد أو اسم أبيه سليمان، ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى: ١٣٧٢هـ= ١٩٥٢م.

(5) «**الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ٢٦٩/٧، رقم الترجمة: ١٤٧٣، باب من يسمى محمد أو اسم أبيه سليمان.

(6) «**الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ٣٥٠/٢، رقم الترجمة: ١٣٢٧، باب من روى عنه العلم من الأفراد الذي ابتدء اسمهم على الألف.

(7) «**الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ٣٤٠/٢، رقم الترجمة: ١٢٨٦، باب من روى عنه العلم ممن اسمه أكثم.

(8) «**الاستيعاب في معرفة الأصحاب» لابن عبد البرّ: يوسف بن عبد الله بن محمد:** ١٩٥٨/٤، رقم الترجمة: ٤٢١٥، ت: علي محمد البجاوي، ط: دار الجيل، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤١٢هـ= ١٩٩٢م.

(9) «**دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة» للبيهقي: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى:** ٢٧٧/١، باب حديث أم معبد في صفة رسول الله ﷺ، ت: عبد المعطي قلعجي، ط: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى: ١٤٠٨هـ= ١٩٨٨م.

«**عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير» لابن سيد الناس: محمد بن محمد بن محمد اليعمري:** ٣٠٧/١، باب ذكر الهجرة إلى المدينة، حديث أمّ معبد، ت: محمد العيد الخطراوي، ط: دار ابن كثير، بيروت.

(10) «**الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ١٠٧/٤، رقم الترجمة: ٤٨٠، باب الحاء.

(11) «**الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ١٠٧/٤، رقم الترجمة: ٤٨٠، باب الحاء.

(12) «**معجم الصحابة» للبغوي: عبد الله بن محمد بن عبد العزيز:** ١٣٨/٢، حبيش بن خالد الخزاعي، ت: محمد الأمين بن محمد محمود أحمد الجكني، ط: مكتبة دار البيان، دولة الكويت، الطبعة الأولى: ١٤٢١هـ= ٢٠٠٠م.

(13) «**الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ١٠٧/٤، رقم الترجمة: ٤٨٠، باب الحاء.

(14) **«المستدرك على الصحيحين» للحاكم: محمد بن عبد الله:** ١٠/٣، رقم الحديث: ٤٢٧٤، كتاب الهجرة، وقد صح أكثر أخبارها عند الشيخين وأخرجا جميعا اختلاف الصحابة رضي الله عنهم في مقام رسول الله ﷺ بمكة، ت: مصطفى عبد القادر عطا، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(15) **«الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ٣٦/٢، باب في رواية الثقة عن غير المطعون عليه أنها تقويه، وعن المطعون عليه أنها لا تقويه.

(16) **«قواعد في علوم الحديث» للعلامة ظفر أحمد العثماني التهانوي:** ص: ٢٠٧، بيان الجهالة الضارة والجهالة غير الضارة في الراوي، ت: الشيخ عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة الخامسة: ١٤٠٤هـ= ١٩٨٤م.

(17) **«تهذيب الكمال في أسماء الرجال» للمزي: يوسف بن عبد الرحمن بن يوسف:** ٥٧٣/٢٤، رقم الترجمة: ٥١١٣، ت: الدكتور بشار عواد معروف، ط: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٤١٣هـ= ١٩٩٢م.

(18) **«تهذيب الكمال في أسماء الرجال» للمزي: يوسف بن عبد الرحمن بن يوسف:** ٥٧٣/٢٤، رقم الترجمة: ٥١١٣.

(19) **«الطبقات الكبير» لابن سعد: محمد بن سعد بن منيع:** ٢٠٣/٧، رقم الترجمة: ١٥٧٣.

(20) **«معرفة الثقات» للعجلي: أحمد بن عبد الله بن صالح:** ٢٣٤/٢، رقم الترجمة: ١٥٧٩، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، ط: مكتبة الدار، المدينة المنورة، الطبعة الأولى: ١٤٠٥هـ= ١٩٨٥م.

(21) **«تقريب التهذيب» لابن حجر: أحمد بن علي بن حجر:** ص: ٤٧١، رقم الترجمة: ٥٧٨٠، ت: الشيخ محمد عوامة، ط: دار الرشيد، حلب، الطبعة الثالثة: ١٤١١هـ= ١٩٩١م.

(22) **«فضائل القرآن» للمستغفري: جعفر بن محمد:** ٦٩٢/٢، رقم الحديث: ١٠٢٨، باب ما جاء في فضل سورة [illegible] ، ت: الدكتور أحمد بن فارس السلوم، ط: دار ابن حزم، الطبعة الأولى: ١٤٢٧هـ= ٢٠٠٦م. **«جمع الجوامع المعروف بالجامع الكبير» للسيوطي: أبي بكر بن عبد الرحمن:** ١١٠/١، رقم الحديث: ٣١٤/١٠٤، باب حرف الهمزة، ط: دار السعادة، الطبعة: ١٤٢٦هـ= ٢٠٠٥م. **«الكشف والبيان» للثعلبي: أبي إسحاق أحمد:** ٣١٤/١٠، سورة الكافرون، ت: أبي محمد بن عاشور، ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٢٢هـ= ٢٠٠٢م. **«الفردوس بمأثور الخطاب» لأبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي:** ٤١٣/٥، رقم الحديث: ٨٥٩٣، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٠٦هـ= ١٩٨٦م. **«الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر:** ٢٤٥/٨، رقم الحديث: ٣٢٤٩، ت: الدكتور حسن علي، ط: جمعية دار البر، الطبعة الأولى: ١٤٣٩هـ= ٢٠١٨م.

(23) **«تاريخ مدينة دمشق» لابن عساكر: علي بن الحسن بن هبة الله:** ١٥/١٥، رقم الترجمة: ١٦٩٣، ت: محب الدين عمر بن غرامة العمروي، سنة الطباعة: ١٤١٥هـ= ١٩٩٥م.

(24) **«الكامل في ضعفاء الرجال» لابن عدي: عبد الله بن عدي:** ٤٨٣/٢، ت: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(25) **«الكامل في ضعفاء الرجال» لابن عدي: عبد الله بن عدي:** ٤٧٨/٢، ت: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(26) **«الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ١٢١/٣، رقم الترجمة: ٥٥٩، باب الحاء.

(27) **«لسان الميزان» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر:** ٢٤٤/٣، رقم الترجمة: ٢٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ=٢٠٠٢م.

(28) **«الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ١٢١/٣، رقم الترجمة: ٥٥٩، باب الحاء.

(29) **«تاريخ يحيى بن معين برو اية الدوري»:** ١٢٤/٢، رقم الترجمة: ٧٢٤، ت: الدكتور أحمد محمد نور سيف، ط: دار إحياء التراث الإسلامي، الطبعة الأولى: ١٣٩٩هـ= ١٩٧٩م.

(30) **«الكامل في ضعفاء الرجال» لابن عدي: عبد الله بن عدي:** ٤٧٨/٢، ت: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(31) **«تاريخ مدينة دمشق» لابن عساكر: علي بن الحسن ابن هبة الله:** ١٥/١٥، رقم الترجمة: ١٦٩٣.

(32) **«تاريخ مدينة دمشق» لابن عساكر: علي بن الحسن ابن هبة الله:** ١٥/١٥، رقم الترجمة: ١٦٩٣.

(33) **«ميزان الاعتدال في نقد الرجال» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان:** ٥٧٢/١، رقم الترجمة: ٢١٨٠، ت: علي محمد البجاوي، ط: دار المعرفة، بيروت.

(34) **«الكامل في ضعفاء الرجال» لابن عدي: عبد الله بن عدي:** ٤٧٨/٢، ت: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(35) **«لسان الميزان» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر:** ٢٤٤/٣، رقم الترجمة: ٢٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(36) **«التاريخ الكبير» للبخاري: محمد بن إسماعيل:** ٣٤٥/٢، رقم الترجمة:٢٦٩٥، ط: دائرة المعارف العثمانية، الدكن.

(37) **«أحوال الرجال» للجوزجاني: إبراهيم بن يعقوب بن إسحاق:** ص: ٢٥٩، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، ط: حديث آكادمي، فيصل آباد.

(38) **«الكامل في ضعفاء الرجال» لابن عدي: عبد الله بن عدي:** ٤٨٣/٢، ت: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(39) **«الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن محمد بن إدريس:** ١٢١/٣، رقم الترجمة: ٥٥٩، ط: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الأولى: ١٣٧١هـ= ١٩٥٢م.

(40) **«لسان الميزان» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر:** ٢٤٤/٣، رقم الترجمة: ٢٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(41) «**الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن محمد بن إدريس**: ۱۲۱/۳، رقم الترجمة: ٥٥٩، ط: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الأولى: ۱۳۷۱هـ= ۱۹٥۲م.

(42) «**لسان الميزان» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر**: ٢٤٤/٣، رقم الترجمة: ٢٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(43) «**لسان الميزان» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر**: ٢٤٤/٣، رقم الترجمة: ٢٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(44) «**لسان الميزان» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر**: ٢٤٤/٣، رقم الترجمة: ٢٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(45) «**الكنى والأسماء» للإمام مسلم بن الحجاج**: ص:٤٨٩، رقم الترجمة: ١٨٩٥، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشري، الطبعة الأولى: ١٤٠٤هـ= ١٩٨٤م .

(46) «**الضعفاء والمتروكون» للنسائي: أحمد بن شعيب**: ص: ٧٩، رقم الترجمة: ١٢٤، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، ط: مؤسسة الكتب الثقافية، الطبعة الأولى: ١٤٠٥هـ= ١٩٨٥م.

(47) «**لسان الميزان» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر**: ٢٤٤/٣، رقم الترجمة: ٢٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(48) «**الضعفاء الكبير» للعقيلي: محمد بن عمرو بن موسى**: ٢٥٦/١، رقم الترجمة: ٣١١، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، ط: دار المكتبة العلمية، الطبعة الأولى: ١٤٠٤هـ= ١٩٨٤م.

(49) «**لسان الميزان» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر**: ٢٤٤/٣، رقم الترجمة: ٢٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(50) «**الكامل في ضعفاء الرجال» لابن عدي: عبد الله بن عدي**: ٤٨٣/٢، ت: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(51) «**سنن الدارقطني» للدارقطني: علي بن عمر**: ٣١٧/٢، رقم الحديث: ١٥٩٤، باب الجمعة على أهل القرية، ت: الشيخ شعيب الأرنؤوط مع الجماعة، ط: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى:١٤٢٤هـ= ٢٠٠٤م.

(52) «**إكمال تهذيب الكمال» لمغلطاي بن قليج بن عبد الله**: ٩٦/٤، رقم الترجمة: ١٢٨٩، ت: عادل بن محمد، أسامة بن إبراهيم، ط: الفاروق الحديثة للطباعة والنشر، الطبعة الأولى: ١٤٢٢هـ= ٢٠٠١م.

(53) «**إكمال تهذيب الكمال» لمغلطاي بن قليج بن عبد الله**: ٩٦/٤، رقم الترجمة: ١٢٨٩.

(54) «**ميزان الاعتدال في نقد الرجال» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان**: ٥٧٢/١، رقم الترجمة: ٢١٨٠، ت: علي محمد البجاوي، ط: دار إحياء التراث الإسلامي، قطر.

(55) «**المغني في الضعفاء» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان**: ٢٧١/١، رقم الترجمة: ١٦٥٧، ت: عبد الله بن إبراهيم الأنصاري، ط:دار إحياء التراث الإسلامي، قطر.

(56) **«مجمع الزوائد ومنبع الفوائد» للهيثمي: علي بن أبي بكر بن سليمان:** ١١٤/١٠، رقم الحديث: ١٦٩٩١، ت: حسام الدين القدسي، ط: مكتبة القدسي، القاهرة، سنة النشر: ١٤١٤هـ= ١٩٩٤م.

(57) **«مجمع الزوائد ومنبع الفوائد» للهيثمي: علي بن أبي بكر بن سليمان:** ١٧٠/٥، رقم الحديث: ٨٨٧١، ت: حسام الدين القدسي، ط: مكتبة القدسي، القاهرة، سنة النشر: ١٤١٤هـ= ١٩٩٤م.

(58) **«لسان الميزان» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر:** ٢٤٤/٣، رقم الترجمة: ٢٦٩٠، ت: عبد الفتاح أبو غدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(59) **«تهذيب الكمال في أسماء الرجال» للمزي: يوسف بن عبد الرحمن بن يوسف:** ٣٧٢/١١، رقم الترجمة: ٢٤٩٦، ت: الدكتور بشار عواد معروف، ط: مؤسسة الرسالة، الطبعة الثانية: ١٤٠٨هـ= ١٩٨٧م.

(60) **«تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري»:** ٢٢٨/٢، رقم الترجمة: ٧١٩، ت: الدكتور أحمد محمد نور سيف، ط: دار إحياء التراث الإسلامي، الطبعة الأولى: ١٣٩٩هـ= ١٩٧٩م.

(61) **«سؤالات أبي بكر الأثرم للإمام أحمد بن محمد بن حنبل»:** ص: ١٣٤، رقم الترجمة: ١٩٥(١٠٢)، ت: محمد بن علي الأزهري، ط: الفاروق الحديثة للطباعة والنشر، الطبعة الأولى:١٤٢٨هـ= ٢٠٠٧م.

«الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان: ص: ٤٥٧، رقم الترجمة: ٢٠٧٣، ت: الشيخ محمد عوامة، أحمد محمد نمر، ط: مؤسسة علوم القرآن، جدة.

«تقريب التهذيب» للحافظ ابن حجر: أحمد بن علي بن حجر: ص: ٢٩٧، رقم الترجمة: ٢٥٣٩، ت: الشيخ محمد عوّامة، ط: دار ابن حزم، الطبعة الأولى: ١٤٢٠هـ= ١٩٩٩م.

(62) **«كتاب الضعفاء» للعقيلي: محمد بن عمرو بن موسى:** ٢٨٥/١، رقم الترجمة: ١٠٨، ت: الدكتور مازن بن محمد السرساوى، ط: دار ابن عباس، الطبعة الثانية: ١٤٢٩هـ= ٢٠٠٨م.

(63) **«كتاب الضعفاء» للعقيلي: محمد بن عمرو بن موسى:** ٢٨٥/١، رقم الترجمة: ١٠٨، ت: الدكتور مازن بن محمد السرساوى، ط: دار ابن عباس، الطبعة الثانية: ١٤٢٩هـ= ٢٠٠٨م.

(64) **«لسان الميزان» لابن حجر: أحمد بن علي بن حجر:** ١٢٠/٢، رقم الترجمة: ١١٥٩، ت: الشيخ عبد الفتاح أبوغدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(65) **«الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ١٦٨/٢، رقم الترجمة: ٥٦٢، ت: دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: ١٣٧١هـ= ١٩٥٢م.

(66) **«الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ٢٠١/٢، رقم الترجمة: ٦٧٩، ت: دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: ١٣٧١هـ= ١٩٥٢م.

(67) **«كتاب الضعفاء» للعقيلي: محمد بن عمرو بن موسى:** ٢٨٥/١، رقم الترجمة: ١٠٨، ت: الدكتور مازن بن محمد السرساوى، ط: دار ابن عباس، الطبعة الثانية: ١٤٢٩هـ= ٢٠٠٨م.

(68) **«كتاب المجروحين» لابن حبان: محمد بن حبان:** ١٢٩/١، ت: محمود إبراهيم زايد، ط: دار المعرفة، بيروت، سنة الطباعة: ١٤١٢هـ= ١٩٩٢م.

(69) **«الكامل في ضعفاء الرجال» لابن عدي: عبد الله بن عدي:** ٥٢٣/١، رقم الترجمة: ١٤٩، ت: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(70) **«لسان الميزان» لابن حجر: أحمد بن علي بن حجر:** ١٢٠/٢، رقم الترجمة: ١١٥٩، ت: الشيخ عبد الفتاح أبوغدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(71) **«الضعفاء والمتروكون» لابن الجوزي: عبد الرحمن بن علي بن محمد:** ١١١/١، رقم الترجمة: ٣٦٨، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٠٦هـ= ١٩٨٦م

(72) **«الإرشاد في معرفة علماء الحديث» للخليلي: خليل بن عبد الله بن أحمد:** ٢٣٤/١، ت: محمد سعيد عمر إدريس، ط: مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى: ١٤٠٩هـ

(73) **«ديوان الضعفاء والمتروكين» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان:** ص: ٣٣، رقم الترجمة: ٣٩٧، ت: حماد بن محمد الأنصاري، ط: مكتبة النهضة الحديثة. **«المغني في الضعفاء» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان:** ١٣٢/١، رقم الترجمة: ٦٥٠.

(74) **«ميزان الاعتدال» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان:** ٢٢٦/١، ٢٤٨، رقم الترجمة: ٨٦٩، ٩٤٣، ت: علي محمد البجاوي، ط: دار المعرفة، بيروت.

(75) **«لسان الميزان» لابن حجر: أحمد بن علي بن حجر:** ١١٩/٢، رقم الترجمة: ١١٥٩، ت: الشيخ عبد الفتاح أبوغدة، ط: مكتب المطبوعات الإسلامية، الطبعة الأولى: ١٤٢٣هـ= ٢٠٠٢م.

(76) **«سير أعلام النبلاء» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان:** ٤٤٠/١٤، ت: الدكتور شعيب الأرنؤوط، ط: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٤٠٣هـ= ١٩٨٣م.

(77) **«ميزان الاعتدال في نقد الرجال» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان:** ٤٩٣/٢، رقم الترجمة: ٤٥٦٢، ت: علي محمد البجاوي، ط: دار المعرفة، بيروت.

(78) **«سير أعلام النبلاء» للذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان:** ٤٤٠/١٤.

(79) **«سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة و أثرها السيئ في الأمة» للشيخ محمد ناصر الدين الألباني:** ١٠٦٣/١٤، رقم الحديث: ٦٩٦٣.

(80) **«الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ٢٦٩/٧، رقم الترجمة: ١٤٧٣، باب من يسمى محمد أو اسم أبيه سليمان.

(81) **«الجرح والتعديل» لابن أبي حاتم: عبد الرحمن بن أبي حاتم:** ٢٤٥/٢، رقم الترجمة: ٨٧٢، باب تسمية من روى عنه العلم ممن يسمى أيوب.